ہر احمدی اپنے اندر حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ کا جذبہ رکھتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍اپریل ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اس دنیا میں ہم جو بھی کام کرتے ہیں وہ یا تو اپنے لئے ہوتا ہے یا کسی اور کے لئے ہوتا ہے اور اگر اپنے لئے ہوتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کا نتیجہ صحیح نکلے اور اگر غیر کے لئے ہوتا ہے تو بہت سے ایسے کام ہیں جو انسان دوسروں کے لئے کرتا ہے اور اس کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کے لئے انسان کام ہی نہیں کرسکتا۔ اس ہستی کے علاوہ انسان اس دنیا میں ہر دوسرے کے لئے کام کرسکتا ہے اور کرتا رہتا ہے۔ کوئی کسی کے لئے کام کر رہا ہے اور کوئی کسی کے لئے کام کر رہا ہے لیکن ایک ہستی ایسی ہے جس کے لئے انسان کام ہی نہیں کرسکتا کیونکہ اسے اس کی احتیاج ہی نہیں۔ وہ ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (اٰل عمران:۹۸) ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ جو شخص اس کی رضا کے لئے کام کرتا ہے خواہ وہ بظاہر اپنے لئے کر رہا ہو یا کسی دوسرے کے لئے کر رہا ہو ہر کام جو خدا کی خوشنودی کے حصول کے لئے اور اس کے حکم کے ماتحت انسان کرتا ہے اس کا نتیجہ اس کا اجر اور اس کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے حالانکہ وہ کام کر رہا ہوتا ہے کسی دوسرے کا جس کے ساتھ دنیوی لحاظ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے وہ اس کو اجر اور ثواب دیتا ہے کیونکہ اس نے وہ کام خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا۔ فرمایا:-

مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ (عنکبوت:۷) خدا تعالیٰ کے ساتھ جب کاموں کا تعلق ہوتو ہر شخص جو بھی کوشش کرتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے کر رہا ہوتا ہے خواہ وہ کسی بیمار کی عیادت کر رہا ہو، خواہ وہ کسی دشمن کے لئے دعا کر رہا ہو، خواہ پاکستان میں رہنے والا ایک احمدی مسلمان افریقہ کے کسی علاقے کی کسی تکلیف کو دور کرنے کے لئے بے چین ہو اور متضرعانہ دعاؤں میں لگا ہوا ہو، خواہ وہ سیلاب کے زمانہ میں ان لوگوں کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال رہا ہو جن کا بظاہر دنیوی لحاظ سے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر کسی جگہ زلزلے آتے ہیں تو خدا کو خوش کرنے کے لئے اس کے بندوں کی خدمت کرنے کے لئے خواہ وہ دنیا کے کسی علاقے میں ہوں ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مال کی قربانی دے رہا ہو جیسا کہ حکومتیں حکومتوں کی سطح پر ایک دوسرے کی مدد کرتی رہتی ہیں۔ اگر خدا کے لئے یہ کام کیا گیا ہے تو بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے اس کی ذات کا ان کاموں کے ساتھ یعنی اپنی ذات کے لئے اس نے یہ کام نہیں کئے لیکن چونکہ اس نے اپنے پیدا کرنے والے رب کریم کے لئے کام کئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اجر دے دیتا ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں اور مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھاتے ہیں یعنی ایسی راہیں، ایسے طریق اور ایسے صراط مستقیم پر چلاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی طرف جانے والا ہے۔ ایسے لوگ محسن ہیں کیونکہ وہ اپنے افعال کو جہاں تک خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا سوال ہے اپنے کمال تک پہنچانے والے ہیں، وہ اپنی کوشش کو اپنے کمال تک پہنچانے والے ہیں اور وہ اپنی نیتوں کی پاکیزگی کو اپنے کمال تک پہنچانے والے ہیں، وہ اپنی دعاؤں کو اپنے کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ وہ محسن ہیں اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشنودی اور اپنی رضا کی راہیں ان پر کھولتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرتے ہیں۔

پس جہاں تک انسان کا انسان کے کام آنے کا تعلق ہے انسان بہت سے ایسے کام کرتا ہے جن کا نہ براہ راست اور نہ بالواسطہ اس کی ذات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ وہ ایک کام کرتا ہے، کام کرنا اس کا فعل ہے لیکن اس کا فائدہ کسی دوسرے انسان کو پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن جہاں تک خدا کے ایک عارف بندہ کا سوال ہے اس کا ہر کام جو وہ کرتا ہے اس میں وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس کی

ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ہے اور دوسرے یہ کہ جب تقویٰ کی بنیادوں پر کام کیا گیا ہو اور بظاہر دنیوی اصول کے مطابق اس کے نفس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو تب بھی خدا تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔ گویا انسان کا کوئی فعل اپنے اس نتیجہ کے بغیر نہیں رہتا کہ اس کو اس کا بدلہ ملے اور وہ اس کا ثواب پائے۔

غرض خدا ایک بڑی ہی عظیم ہستی ہے، وہ بڑی پیار کرنے والی ہستی ہے، وہ بڑے احسان کرنے والی ہستی ہے اور بڑی رحمتوں سے نوازنے والی ہستی ہے۔ دنیادار تو کام کروا کے بھی ناشکرے بن جاتے ہیں مگر ہمارا رب جسے کام کی احتیاج بھی نہیں لیکن اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے جو کام کیا جاتا ہے اس پر اس کا اسی طرح ردِّعمل ہوتا ہے جس طرح کہ گویا اس نے خدا کے لئے کام کیا ہے۔ وہ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ہے لیکن اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ جب میں ننگا ہوتا ہوں تو بعض لوگ مجھے کپڑے دیتے ہیں۔ میں بھوکا ہوتا ہوں تو میری بھوک کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دراصل مخلوق خدا کی بھلائی کی طرف اشارہ ہے۔ زید یا بکر کا ہر وہ کام جو خدا کی مخلوق کے کسی حصے سے تعلق رکھتا اور ان کی بھلائی کی خاطر کیا جاتا ہے اسلامی تعلیم کے مطابق خدا تعالیٰ انسان کو اس کی جزا دے گا۔

پس ایک تو انسان انسان کا تعلق ہے جس میں ایک مومن انسان سمجھتا ہے لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (الدھر:۱۰)۔ مومن اپنے بھائی کا کام کرتا ہے مگر اس کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ نہ جزا چاہتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کا احسان مند ہو اور شکر کے کلمات کہے۔ بعض لوگ کسی کے شکر گزار ہو جاتے ہیں بعض نہیں ہوتے لیکن خدا کے پیارے بندہ کو اس سے کیا تعلق؟ کیونکہ اس نے تو خدا کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس کی رضا کے حصول کے لئے اس کی رحمتوں کو پانے کے لئے ہر کام کرنا ہے۔

غرض قرآن کریم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی بڑی عظیم الشان ہستی ہے۔ وہ مالک بھی ہے، بادشاہ بھی ہے۔ اس کائنات پر اسی کا حکم چلتا ہے۔ تم اس کی خاطر، اس کی رضا کے حصول کے لئے اس کے بتائے ہوئے طریقوں اور تقویٰ کی بنیادوں پر جو کام کرو گے تو وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا خواہ تمہارا وہ فعل ایک ایسے شخص کی بھلائی کے لئے ہے جو تمہارا دشمن

ہے اور خود کو تمہارا دشمن سمجھتا ہے۔

بعض دفعہ دوسرے سے تعلق رکھنے والے کام حالات کے مطابق اہم بن جاتے ہیں مثلاً جو حالات اس وقت ہمارے ملک کے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ہم عام طور پر اپنی دعاؤں میں اپنے ملک کو اور اہل ملک کو یاد رکھتے ہیں۔ ہم ان کی بھلائی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ہم اپنے ملک کے استحکام کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ میں احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ ہر احمدی اپنے اندر حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ (موضوعاتِ کبیر) کا جذبہ رکھتا ہے اور خدا کو خوش کرنے کے لئے وہ اپنے ملک سے پیار کرتا ہے لیکن جہاں تک موجودہ نازک دور کا تعلق ہے ہمارے ملک اور اہل ملک کے حالات ہماری دعاؤں کو خاص طور پر بُلا رہے ہیں۔ ہمارا ملک اور ہمارے اہل ملک، ہمارے بھائی اور اس ملک کے باشندے زبانِ حال سے ہمیں پکار رہے ہیں کہ ہم ان کے لئے دعا کریں۔ اس وقت جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں اور ملک کے جو حالات ہیں قوموں پر ایسے دور آیا کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں ہر وہ آدمی جو اپنے ملک سے پیار کرنے والا صاحب شعور اور فراست ہے، وہ پریشان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی اور پاکستان یہ تقاضا کر رہا ہے کہ جسے خدا نے اقتدار دیا ہے وہ اپنے اقتدار کو، حالات کو معمول پر لانے اور ملک کے استحکام کے لئے استعمال کرے۔ جو لوگ سیاستدان ہیں اور سیاست میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنی سیاست کو ملک کے استحکام کے لئے اور امن کے قیام اور فساد کو دور کرنے کے لئے خرچ کریں لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے نہ تو یہ صاحب اقتدار ہے اور نہ سیاست سے دلچسپی لینے والی جماعت ہے البتہ ہمارے پاس ایک زبردست ہتھیار ہے اور وہ دعا کا ہتھیار ہے۔

پس موجودہ دور جس میں سے ہمارا ملک گزر رہا ہے ہمیں اپنے ملک اور اہل ملک کے لئے خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ملک میں امن کے حالات پیدا کر دے اور ملک کے لئے استحکام کے قیام کے حالات پیدا کر دے۔

میں اپنے دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوری توجہ کے ساتھ اور پوری تضرع کے ساتھ ملک کے لئے دعا کریں اور دعا کو اپنے کمال تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵؍ستمبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۲، ۳)